مسائل و فتاویٰ

مٹی اورگوبر کے مخلوط سے لپی ہوئی زمین پرنماز پڑھنا کیسا ہے؟

باسمہٖ تعالیٰ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں نماز جنازہ ایسی جگہ پڑھی جاتی ہے، جہاں مٹی اور گوبر سے مخلوط گارے سے گوبری پھیری جاتی ہے۔ ایک مرتبہ جب نماز پڑھنے کے لیے جنازہ رکھا گیا تو ایک مفتی صاحب نے کہا کہ یہاں نماز پڑھنا جائز نہیں ؛ اس لیے کہ گوبری پھیرنے کی وجہ سے یہ زمین ناپاک ہوگئی اور حوالہ میں ''باقیات فتاویٰ رشیدیہ'' میں حضرت گنگوہیؒ کا ایک فتویٰ پیش کیا جس میں یہ ہے کہ ''جس گارے میں گوبر ملا ہو وہ نجس ہے: مگر زمین دیوار اُس سے لہسنا (لیپنا) درست ہے پھر جب خشک ہوجائے تو بغیر کچھ بچھائے اُس پر نماز نہیں ہوگی؛ مگر جب گوبر کو مٹی بالکل فنا کردے اور گوبر کا اثر باقی نہ رہے تو زمین اور دیوار پاک ہوجاتی ہے۔'' (۱۳۴-۱۳۵)

اتفاق سے وہاں ایک مفتی صاحب اور موجود تھے انھوں نے کہا کہ نماز ہوجائے گی: کیونکہ گوبری پھیرنے کی وجہ سے زمین ناپاک نہیں ہوتی خصوصاً جب سوکھ جائے اور حوالہ میں شامی کی عبارت ''**السّرقین إذا جعل فی الطین للتّطیین لا ینجس لأن فیه ضرورة إلی إسقاط نجاسته لأنه لا یتهیأ إلّا به**'' (شامی،۱/۴۹۰،دارالکتاب) اور استدلال کے طور پر کہا کہ جب ضرورت کی وجہ سے گارے میں گوبر کی نجاست کو ساقط کرتے ہوئے اُس کے ناپاک نہ ہونے کا حکم ہے تو اُس پر ننگے پیر کھڑے ہوکر نماز پڑھنا درست ہے۔

جب مفتیانِ کرام میں اختلاف ہوگیا تو اُس وقت تو نمازِ جنازہ دوسری جگہ پڑھ لی گئی پھر یہ طے ہوا کہ دونوں مفتیوں کے بتائے ہوئے حکم کو لکھ کر دارالعلوم بھیجا جائے: تاکہ محقق و مدلل طور پر جواب معلوم ہوجائے۔

سو یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا گوبر اور مٹی سے مخلوط گارے سے پھیری ہوئی گوبری پر ننگے پیر

کھڑے ہوکر نماز جنازہ پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

اگر درست ہے تو پھر گنگوہیؒ کے قول کے مرجوح ہونے کی کیا وجہ ہے اور اگر درست نہیں ہے اور حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ صحیح ہے تو حضرت گنگوہیؒ کے فتویٰ کا مآخذ کیا ہے؟

اور پھر شامی کی عبارت کے مرجوح ہونے کی تصریحات فقہیہ کی روشنی میں کیا وجہ ہے؟ نیز اِس گوبری پر نماز درست ہونے کی صورت میں سوکھی اور گیلی گوبری کا حکم برابر ہے یا کچھ تفصیل ہے؟

برائے کرم عبارات فقہیہ کی روشنی میں محقق ومدلل طور سے ایسا فتویٰ تحریر کریں جس سے فریقین کا دل مطمئن ہوجائے، عین نوازش ہوگی۔ فقط والسلام

المستفتی: محمد ثاقب مظفرنگری
متعلّم دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون مُلْهِم الصواب: مذکورہ مسئلے میں حضرت گنگوہیؒ کا فتویٰ درست ہے اور علامہ ابن عابدین شامیؒ کی عبارت بھی صحیح ہے اور دونوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں ہے، دراصل یہاں دو چیزیں ہیں، ایک ہے فرش، دیوار وغیرہ کو مٹی اور گوبر کے مخلوط گارے سے لیپنا اور دوسری چیز ہے اس پر ننگے پیر کھڑے ہوکر نماز پڑھنا۔ پہلے امر کا جواب یہ ہے کہ یہ ضرورتاً جائز ہے اور بر بنائے ضرورت اس کی نجاست ساقط ہے، یعنی اصلاً تو مسجد کو ایسی مٹی سے لیپنا ممنوع ومکروہ ہے جس میں ناپاکی ملی ہوئی ہو؛ لیکن اگر مٹی میں گوبر ملادیا گیا ہو تو اس سے لیپنے کی گنجائش اس معنی کر ہے کہ لیپنے کا مقصد اس کے بغیر پورا نہیں ہوتا؛ اس لیے ضرورۃً اس کی نجاست معاف ہے **و لا تطيينه بنجس قوله (ولا تطيينه بنجس) في الفتاویٰ الهنديه: يكره أن يطين المسجد بطين قد بل بماء نجس بخلاف السرقين إذا جعل فيه الطين، لأن في ذلك ضرورة وهو تحصيل غرض لا يحصل إلّا به كذا في السراجيه** (شامی زکریا ۴۲۹/۲ باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها) علامہ عبدالقادر رافعیؒ تو فرماتے ہیں کہ یہ ضرورت بھی علامہ شامی کے زمانے میں تھی ہمارے زمانے میں اس کی بھی ضرورت نہیں رہی **قوله: بخلاف السرقين" الظاهر أن هذا في زمنهم لتحقق الضرورة، لا في زماننا لعدم تحققها** (تقریرات رافعی) حضرت مفتی محمد سلمان صاحب منصورپوری لکھتے ہیں: ''اگر پاک مٹی کے ساتھ گوبر ملاکر گارا بنایا جائے یا اس سے زمین لیپی جائے تو اس گارے پر بر بنائے ضرورت ناپاکی کا حکم نہیں لگے گا'' (کتاب المسائل/۱۰۸) دوسرے

امر کا جواب یہ ہے کہ اس پر مصلیٰ وغیرہ کچھ بچھائے بغیر ننگے پیر کھڑے ہوکر نماز پڑھنا درست نہیں گویا تطیین کے باب میں ضرورۃً پاک ہے؛ لیکن جوازِ صلوٰۃ کے باب میں ناپاکی کا حکم برقرار رہے گا اور اس کی نظیر یہ ہے کہ اگر کوئی زمین پر پیشاب کردے اور پھر وہ خشک ہوجائے تو زكاة الارض يُبسها کے پیشِ نظر اس پر نماز پڑھنا درست ہے؛ لیکن اس جگہ سے تیمّم کرنا درست نہیں؛ اس لیے کہ تیمّم کے لیے پاک مٹی کی شرط ہے فَتَيَمَّمُوا صَعِيداً طَيِّباً الآية، ہاں اگر مٹی، گوبر کو بالکل فنا کردے اور گوبر کا اثر باقی نہ رہے تو اب انقلابِ ماہیت کے بعد وہ جگہ پاک ہوجائے گی اور اس پر ننگے پیر نماز پڑھنا درست ہے اور گوبری خواہ سوکھا ہو یا گیلا ہر صورت میں ناپاک ہے، محض خشک ہونے سے پاکی کا حکم نہ ہوگا؛ جب تک کہ انقلابِ ماہیت نہ ہوجائے وقيل أيهما كان نجساً فالطين نجس، واختاره ابوالليث وصححه في الخانية وغيرها وقوّاه في شرح المنية وحكم بفساد بقية الأقوال، تأمل وصححه في المحيط أيضاً بخلاف السرقين إذا جعل في الطّين للتطيين لا ينجس لأن فيه ضرورة إلى إسقاط نجاسته؛ لأنه لا يتهيأ إلّا به (شامی زکریا/ ۵۶۵)

فقط واللہ اعلم
وقار علی غفرلہٗ
دارالافتاء دارالعلوم دیوبند
۱۴۳۸/۶/۵ھ

الجواب صحیح
محمود حسن غفرلہٗ، حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ
۱۴۳۸/۶/۵ھ

❁ ❁ ❁